رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار بدر قادیان

(انڈیا سے باہر پانچ روپے)

نمبر ۳۷ | قادیان ۱۴ جنوری ۱۹۲۹ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۴۷ھ | جلد ۱۳

سلسلہ کی خبریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ اور حضور نمازوں میں تشریف لاتے ہیں۔ اور نماز جمعہ بھی حضور نے ہی پڑھائی۔ الحمد للہ۔

(۲) ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء کو بروز پیر گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان حضور نے قصر خلافت میں مکرمی سید شجاعت حسین صاحب اور سیر کورٹ آف وارڈس غازی پور کا خطبہ نکاح برادر عزیز بابو محمد عثمان صاحب قریشی احمدی سب ڈویژنل آفیسر پبلک ورکس جالندھر کی دختر نیک اختر مسماۃ بلقیس بیگم سے پندرہ سو مہر پر پڑھا اور خطبہ میں مہر کی فلاسفی اور اس کی غرض پر لطیف اور مفید نافع الناس تقریر فرمائی۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو فریقین ناکح و منکوحہ اور ان کے اقربا اور سلسلہ کے لئے بابرکت اور خیر و خوبی کا ذریعہ بنائے۔ ۲ جنوری ۱۹۲۹ء بروز بدھ رخصتانہ ہو کر ۱۲ بجے دوپہر کی ٹرین سے دلھن کو دلھا اپنے ساتھ شاہجہان پور اپنے وطن مالوف کو لے گئے۔ اس نکاح پر ہم دونوں خاندانوں کو مبارکباد کہتے ہیں۔

(۳) سراج الملت اخویم حافظ روشن علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی علالت بدستور ہے۔ گو ڈاکٹروں کے خیال میں مرض کا حملہ خطرناک حالت سے گذر گیا ہے۔ لیکن تاہم تشویش ہے۔ احباب درد دل سے حافظ صاحب کی صحت و زندگی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ حضرت صاحب خود حافظ صاحب کی تیمارداری کے لئے تشریف لیجاتے ہیں۔

باطل ہیں سب کے دعوے آج اکی ہمسری میں

پاتا ہوں احمدی کی الفت میں لذتیں میں
علم و عمل میں کامل فرض و سنن کے عامل
قرآں کے ہیں عالم ماہر حدیث کے ہیں
علم مناظرہ میں ثانی نہیں ہے ان کا
سب کے لئے سند ہے ہر قول و فعل ان کا
آیا مسیح احمد رشک مسیح موسیٰ
حضرت خلیفہ ثانی محمود قادیانی

ہے ایک دوسرے سے بڑھکر خدا رسی میں
دین خدا کے حامل ہر خشکی و تری میں
فاضل ہیں آج علم دینی و دنیوی میں
میداں میں آ کے دیکھے دم ہی جو مدعی میں
شاگرد ہیں نبی کے کامل ہیں ہر بری میں
ہر طرح اس سے بڑھ کر خوبی و دلبری میں
باطل ہیں سب کے دعوے آج اکی ہمسری میں

ہے خان ان کا خادم کم خدمتی سے تا دم
ان کی عنایتوں سے رہتا ہے خرمی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان ضروری

انتخاب نمایندگان مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد،

جملہ انجمن ہائے جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ پچھلے سال مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مجلس مشاورت کے لئے نمایندگان ماہ جنوری کے پہلے ہفتہ میں منتخب ہو جانے چاہییں۔ لیکن میری کوتاہی سے احباب کو اطلاع نہ دی جا سکی۔ اور نہ ہی جلسہ سالانہ سے پہلے مجلس مشاورت کی رپورٹ شائع ہو سکی۔ اب اس ضروری اعلان کے ذریعہ جملہ انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنی اپنی جماعتوں کے باقاعدہ اجلاس منعقد کر کے نمایندگان کے انتخاب سے خاکسار کو اطلاع دیں۔

نیز احباب اس امر سے بھی مطلع رہیں کہ مجلس مشاورۃ میں سوالات (جوابات کے لئے) بھجوانے کا حق صرف نمایندگان ہی کو ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جلد سے جلد جماعتیں اپنے اپنے نمایندے منتخب کر کے مطلع فرمائیں۔ تا حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ یکم مارچ تک سوالات پہنچنے پر محکمہ جات متعلقہ جوابات بآسانی تیار کر سکیں۔ اور تنگی وقت کی وجہ سے سوالات کے جوابات تیار ہونے سے رہ نہ جائیں ؛

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ۲۵ر جنوری ۱۹۲۹ء تک جملہ انجمن ہائے احمدیہ اپنے اپنے نمایندگان کے اسماء گرامی سے خاکسار کو مطلع فرمائیں گے۔ والسلام

خاکسار

یوسف علی۔ سیکرٹری مجلس مشاورۃ

قادیان دارالامان

تعلیم و تربیت سلسلہ

سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت و امراء جماعہائے احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے۔ کہ آپ صاحبان بفضل خدا اپنی جماعت کے جملہ مردوں و بچگان کی تعلیمی ترقی و عملی حالت کی اصلاح و بہبودی کے واسطے حتی الوسع کوشاں ہونگے اور یہ امر بھی آپ پر واضح ہوگا۔ کہ جس طرح اپنی اپنی جگہ مقامی جماعت کے افراد کی بہتری و ترقی کے لئے کوشش کرنا نہایت ضروری ہے اسی طرح یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ آپ صاحبان کی کوشش اور جو نتائج اس پر مترتب ہوں ان سب کا علم مرکز کو بھی ہوتا رہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے نظارت ہذا نے رپورٹ کی فارمز بصورت نقشہ چھپوا کر ہر ایک سیکرٹری صاحب تعلیم و تربیت کی خدمت میں ارسال کر دی ہوئیں ہیں۔

ابتداءً ایک خاصی تعداد جماعتوں کی طرف سے مذکورہ بالا ماہواری رپورٹ موصول ہوتی رہی ہے۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ کمی آنی شروع ہوئی حتے کہ اب صرف چند ایک جماعتوں کی طرف سے رپورٹ موصول ہوتی ہے۔ اور باقی ماندہ جماعتوں نے اپنے اس فرض کی اہمیت کو ایک حد تک نظر انداز کر دیا ہے۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا آپ صاحبان کو توجہ دلاتے ہوئے امید رکھتا ہوں۔ کہ آئندہ کے لئے آپ صاحبان جس طرح جماعت کی بہتری کے واسطے کوشش کرنا ضروری اور فرض سمجھتے ہیں۔ ویسے ہی مرکز میں اس کی باقاعدہ رپورٹ بھجوانے کی طرف بھی خاص توجہ رکھینگے۔ اور ہر ایک انگریزی مہینے کے ختم ہونے پر اس کی رپورٹ تیار کر کے نئے مہینے کی ابتداء میں باقاعدہ ارسال فرماتے رہینگے۔ تمام جماعتوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ ہر نئے مہینے کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ دفتر نظارت ہذا میں موصول ہو جانی چاہئے ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء کی کارگزاری کی رپورٹ بہت جلد ارسال فرمائی جائے۔ اللہ تعالے آپ کے ساتھ ہو۔

عبدالرحیم درد ناظر تعلیم تربیت قادیان

چند قابل دید کتابیں

ہستی باری تعالیٰ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ معرکۃ الآراء تقریر جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۱ء پر بیان فرمائی۔ قیمت عصہ/

منہاج الطالبین حضرت الوالعزم فضل عمر رضہ خلیفۃ المسیح الثانی ایداللہ بنصرہ کی ان پر حقائق پُر معارف تقریروں کا مجموعہ ہے۔ جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء پر بیان فرمائیں قیمت ۱۰/

قتل مرتد اور اسلام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ کی وہ زبردست تصنیف جس میں قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے تمام ان مدعیان اسلام کی تحریروں کی تردید کر دی ہے جو مخالفین سلسلہ نے اپنی جہالت سے اسلام میں مرتد کی سزا قتل کے ثبوت میں شایع کی تھیں جنکا جواب نہ فرنگی محلی نہ دیوبندی نہ کرم آبادی اور نہ کوئی دوسرا دے سکا ہر ایک احمدی کو اس کا پڑھنا ضروری ہے قیمت عصہ/

حیات نورالدین حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی اپنی لکھائی ہوئی سوانحعمری ہے جس کا مطالعہ احمدی احباب کو ضروری ہے۔ قیمت صرف ۱۰/

ملنے کا پتہ:۔ مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان ۔ ۱۴ر جنوری ۱۹۲۹ء

امرتسری رند کی پارسائی

ناظرین فاروق مولوی ثناء اللہ امرت سری سے خوب واقف ہیں ۔ امرت سری فاضل اپنے آپ کو رندوں اور پارساؤں میں شمار کر کے فخریہ اظہار کیا کرتا ہے کہ ؎

"رند بھی ہوں میں پارسا بھی ہوں"

اور اس رندانہ پارسائی کا ہمیشہ ثبوت یہی پیش کرتا رہتا ہے ۔ چنانچہ آجکل ۱۴ر جنوری کے اہلحدیث میں "آخری فیصلہ مباہلہ نہ تھا بلکہ محض دعا تھی" کے عنوان سے سیالکوٹ کی اپنی اتفاقی ذلت کو چھپانے کے واسطے لکھا ہے ۔ کہ

"مرزائی اس آخری فیصلہ کی بلا کو ٹلانے کے لئے ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ یہ "مباہلہ کی دعوت" تھی جس کو مولوی ثناء اللہ نے منظور نہ کیا ۔ ۔ ۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے مرزا صاحب کا خط اخبار بدر ۱۳ر جون ۱۹۰۶ء میں چھپا ہوا ہے ۔ جس میں مرزا صاحب نے مباہلہ کا ٹنٹا ختم کر کے اس فیصلہ کو محض "دعا" لکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باوجود اس کے سیالکوٹی مرزائیوں کا یہ کہنا کیسے صحیح اور خدا کے ہاں کیسے مقبول ہو سکتا ہے"

اہلحدیث ۱۴ر جنوری ۱۹۲۹ء صفحہ ۴

امرتسری رند باوجود پیرانہ سالی کے اس امر کو بھولے ہوئے ہے ۔ کہ جس "دعا مباہلہ" کو وہ اپنی سرخروئی کے لئے دھوکہ اور فریب سے لوگوں کو سنا کر اصل حقیقت کو جان بوجھ کر چھپا کر وقت گذار لیتا ہے ۔ وہ اس سے خدا کو ہمیشہ ناراض کرتا رہتا ہے ۔ اور مخلوق کو بے سود گمراہ کر کے یصدون عن سبیل اللہ کی خطرناک راہ اختیار کئے ہوئے ہے وہ جانتا ہے کہ احمدیوں پر عموماً اور واقف حال غیر احمدیوں پر بالعموم امرتسری کی اس رندانہ پارسائی کا مطلق اثر نہیں ہوتا اور وہ دو چار متنفس بھی ایسے پیش نہیں کر سکتا جنہوں نے امرتسری کے زندہ رہنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وفات پا جانے سے امرتسری کو صادق سمجھ کر احمدیت سے تائب ہو گئے ہوں برعکس اس کے ہمارے پاس بہت سے ایسے افراد خدا کے فضل سے بقید حیات موجود ہیں جنہوں نے امرتسری رند کے اس استدلال غلط سے اس کے کذب کا پتہ لگا کر احمدیت کو صدق دل سے قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت امرتسری کے وجود کو مانا ہے

امرتسری رند دلائل عقلی یا نقلی سے تو اس "فیصلہ الٰہی" کو جو اس کی مسلمات پر خدا کی طرف سے صادر ہوا ۔ رد کرنے سے ایسا ہی درماندہ ہے جیسا کہ دیانند بانی آریہ سماج آگ ۔ ہوا ۔ چاند ۔ سورج ۔ یعنے اگنی ۔ وایو ۔ آدتیہ ۔ انگرا نام کے رشی انسانوں کا ثبوت و نشان دینے سے عاجز ہاں جس طرح دیانند جی نے اناپ شناپ لکھ کر اپنے نام لیواؤں کی آنکھوں میں مرچیں بھر دی ہیں اور وہ یہی کہتے رہتے ہیں ۔ کہ اگنی وایو وغیرہ یہ چار رشی تھے جو ابتداء دنیا میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور ان پر ویدوں کا الہام ہوا ۔ اسی طرح امرتسری رند کا بیان ہے کہ مرزا صاحب نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا کہ جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے ۔ اس مباہلہ کے مطابق مرزا صاحب فوت ہو کر میری سچائی پر مہر کر گئے ۔ اور اس استدلال کے واسطے وہ دیانندی علم کلام استعمال کرتا ہے ۔ جو سرتاپا غلط ہے علمی طور پر واقعات کی شہادت سے نقلی دلائل سے مولوی ثناء اللہ تو کیا اس کے اگلے اور پچھلے ۔ چھوٹے اور بڑے سب مل کر بھی اگر یہ ثابت کرنا چاہیں کہ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات مولوی ثناء اللہ کی سچائی کی دلیل ہے ۔ یا مولوی ثناء اللہ کی حیات حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب پر شاہد ہے ۔ یا حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار کے ماتحت ہوئی ۔ تو نہیں کر سکتے ۔ یہ ایسا ہی مشکل مرحلہ ہے ۔ جیسا کہ سوئی کے ناکہ سے اونٹ کا گذارنا ۔ اور ہم بفضلہ تعالےٰ اس پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں اور اس کے ہر پہلو پر مدلل و مفصل بحث کر چکے ہیں ۔ جس کے جواب سے امرتسری رند منہ چھپا کر بیٹھ جاتا ۔ اور مارے خوف کے اس پر قلم اٹھانے سے جی چراتا ۔ بلکہ نام لینے سے گھبراتا ہے ۔ اور اگر ہمارا یہ بیان غلط ہے ۔ تو ناظرین فاروق میں سے کوئی صاحب امرتسری رند سے مندرجہ ذیل واقعات کی تردید کرا کر دکھا دیں تو ہم تسلیم کر لینگے کہ امرتسری رند واقعی زندہ ہے ورنہ وہ مر چکا ہے

امرتسری کے سات فرار

جب امرتسری نے انجام آتھم والے مباہلہ سے روپوشی اور ضمیمہ انجام آتھم والی قسم سے گریز اور اعجاز احمدی والے مقابلہ سے فرار اور علی احمد و ثناء اللہ صاحب کلرک میانمیر کی درخواست مباہلہ سے بھی انکار اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کی دعوتی چٹھی سے بھی روگردانی اور مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی دعوت قسم بالمقابل سے بھی پشت نمائی اور بدر ۱۴ر اپریل والی منظوری مباہلہ سے بھی بے جائی اختیار کی ۔ غرضیکہ نہ تو اس امر پر آمادہ ہوا ۔ کہ میدان میں نکل کر حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرے ۔ نہ قسم کھا کر آتھم والی پیشگوئی کی تکذیب کرنے پر مستعد ہوا ۔ نہ اس مباہلہ کی جرات کر سکا ۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے اور نہ اپنی مسلمہ آیت مباہلہ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) کے بزعم خود مطابق مباہلہ کرنے کو تیار ہوا ۔ تو اب اہل انصاف حضرات غور فرمائیں کہ ایسے شتر مرغ روبہ امکار کو کس طرح دام میں پھنسایا جائے اور کس طرز سے اس کو گھسیٹ کر مقابلہ میں لایا جائے؟ جتنے طریق ممکن تھے ۔ وہ تو سب اس کے سامنے پیش کر کے دیکھ لئے ۔ کہ وہ کسی پر بھی ہاں کہنے والا نہ ہوا ۔ ایسی حالت میں بجز اس کے اور کیا چارہ کار ہو سکتا تھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ خود ہی اس کو عدالت میں لے جائیں اور آپ ہی احکم الحاکمین کے دربار میں فیصلہ کے لئے استغاثہ دائر کر دیں اس کے سوا اور کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صورت اس چالبازی کے قابو کرنیکی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور میں جب اس کا انکار و فرار ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث سے جو ۱۴ اپریل کو پیش ہوا تو آپ نے مجبور ہو کر ۱۶ اپریل کو ایک استغاثہ خدا تعالیٰ کے حضور میں لکھ کر خود ہی پیش کر دیا اور نقل استغاثہ بغرض جواب دعویٰ و پیروی مقدمہ اس کے نام ارسال کر کے اس کے آخر میں رقم فرمایا۔ مولوی ثناء اللہ جو چاہیں اس کے جواب میں پیش کریں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

چنانچہ وہ استغاثہ یہ ہے جس کو "آخری فیصلہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ایک کالم میں وہ استغاثہ ہے اور بالمقابل کالم میں استغاثہ مذکور کے متعلق امرتسری کا جواب ہے جو ناظرین فاروق کی آسانی کے لئے نقل کیا جاتا ہے ؛

نقل استغاثہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مستغیث

بعدالت عالیہ احکم الحاکمین خیر الفاتحین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو ؛ قل ای وربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے میں مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعودؑ ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد ہوئیں۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے ناواقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

نقل جواب دعویٰ مولوی ثناء اللہ امرتسری

از اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء

"قادیانی کرشن جی جان چھڑاتے ہیں"

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ؛ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کیلئے بلایا جس کا جواب اہلحدیث ۱۹ اپریل میں مفصل دیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ میں حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اٹھانیکو طیار ہوں بشرطیکہ تم پہلے یہ بتلا دو۔ کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکے جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے جو بقول شخصے "سوال از آسمان جواب از ریسمان" پھر اس پر طرہ یہ کہ اس اشتہار کو اہلحدیث میں درج کرنیکی ہم سے درخواست کی ہے۔ ہماری تو پہلے ہی سے عادت ہے۔ کہ ہم خائنوں اور غداروں کی طرح مخالف کے کلام میں تصرف نہیں کیا کرتے۔ بلکہ اس کو اسی کے الفاظ میں تمام و کمال نقل کیا کرتے ہیں۔

جواب اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے اس جواب میں آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا۔

(اوّل) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کی اسکو شائع کر دیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اگر تم مر گئے۔ تو تمہارے دام افتادہ دجل کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کر دینگے کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں سے بہت سی مثالیں دیدینگے کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آپ نے تین سال کے اندر فیصلہ ہو جانیکی دعا کی تھی۔ جو قبول نہ ہوئی حالانکہ آپ نے لکھا تھا۔ کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی۔ تو میں اپنے آپ کو کافر۔ مردود۔ کذاب اور دجال سمجھونگا۔ جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے۔

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپکے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علیگڈھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مر گئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا۔ تو کیا نتیجہ؟

(چہارم) آپ نے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے خصوصاً صوبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں۔ تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لاتقف مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے۔ تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم۔ عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ

مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے۔ بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے کہ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی اگر آج ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔ کہ وہ ہے تو یہ نہیں۔ یہ ہے تو وہ نہیں ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ جب اس نے دیکھا جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہہ دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے جہاز نہیں ڈوبیگا۔ جس سے اس کی یہ غرض تھی کہ اگر ڈوب گیا تو سب مرجائینگے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا۔ اور اگر بچ گیا تو سارے معتقد ہو جائینگے۔ یونہی چال تمہاری ہے کہ اگر مخالف مرگیا۔ تو تمہاری چاندی ہے اور اگر خود بدولت خس کم جہان پاک ہو گئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا؟

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے؟

(ششم) آپ نے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی۔ اور پھر اخیر میں اگر یہ بھی کہہ دیا۔ کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے۔ جو آتھم کے مباہلہ میں آپ نے ظاہر کی تھی کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی تو بات بنالی کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا اور چھپ کر رہا پس یہی موت کے برابر ہے۔ چہ خوش ؎ من خوب میشناسم پیران پارسارا۔

(ہفتم) آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹ر اپریل کے فقرہ نمبر ۴ میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔ مرزا ئیو! بتلا سکتے ہو۔ یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے۔ ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے۔ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانیکو تیار ہوں۔ اگر تم اسکے نتیجہ سے مجھ اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے؟

مرزا ئیو! تمہارا گروا اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اسطرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنیکی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو شرم شرم شرم میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دینگے کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی تمام نقل کر دیں؟

امرتسری کا آٹھواں فرار

معزز ناظرین! میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ استفتاء جو حضور نے امرتسری کے انکار مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۱۹ر اپریل کو سنکر بحضور رب العالمین فیصلہ کے لئے پیش کیا تھا۔ اوپر درج کر کے اوس کے مضامین پر چھ نمبر لگا دیئے ہیں۔ جن سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس استفتاء میں زیر بحث کیا امر ہے نمبر ۱ میں صرف امرتسری سے خطاب ہے نمبر ۲ میں جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق قانون الٰہی کا ذکر ہے۔ نمبر ۳ میں دعا مباہلہ ہے۔ نمبر ۴ میں عرض حال ہے نمبر ۵ میں درخواست فیصلہ حسب تمنا مستغیث ہے نمبر ۶ میں امرتسری سے التماس ہے ان تمام مختلف مضامین کو امرتسری اپنی جہالت سے ایک مضمون سمجھتا ہے۔ اس لئے کبھی اس کو قطعی فیصلہ بتاتا ہے۔ اور کبھی دعا مباہلہ اور کبھی درخواست فیصلہ قرار دیتا ہے۔ اور کبھی صورت فیصلہ اور کبھی الہامی دعا اس کا نام رکھتا ہے۔ اور کبھی پیشگوئی۔ غرض جیسا موقعہ دیکھتا ہے۔ ویسا ہی اس کا نام اپنی مطلب برآری کے لئے رکھ لیتا ہے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ نہ یہ الہامی دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ قطعی فیصلہ ہے نہ یہ پیشگوئی ہے بلکہ درخواست فیصلہ ہے۔ بذریعہ مباہلہ۔ آپ اس کو خوب غور سے مطالعہ کریں۔ پھر آپ پر بخوبی روشن ہو جائیگا۔ کہ وہی چھ امور اس استفاثہ میں درج ہیں۔ جن کو میں نے اوپر بتایا ہے اور آسانی فہم کے لئے ان پر علیحدہ علیحدہ نمبر لگا دیئے ہیں۔ بعد ازاں اس استفاثہ کے مضمون پر نظر کریں۔ کہ کس قدر شائستگی اور روحانیت سے پُر ہے۔ اور اُس کے مقابلہ میں امرتسری خناس کا وہ جوابی بکواس ملاحظہ کریں۔ جو بالمقابل میں نے نقل کیا ہے۔ جس میں انسانیت سے نکل کر مطلق حیوانیت اور شیطانیت کی تقلید کی گئی ہے تہذیب کا نام نہیں شرافت کا نشان نہیں۔ چھچھورا پن اور اوباشانہ طرز سطر سطر سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اس موازنہ کے بعد اس طریق فیصلہ سے انکار اور معارضہ میں بے محل آیات قرآنی کی بھرمار امرتسری کی طرز گفتار پر اور بھی قابل نفریں ہے بہرحال اس مباہلہ سے امرتسری نے چند حیلوں کی آڑ میں اپنی جان بچانی چاہی ہے جس کو ہم ذیل میں کھول کر بتاتے ہیں۔

اوّل۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے استفاثہ میں الٰہی قانون کے ماتحت جھوٹے مدعی الہام کے بارے میں اپنی مذہب کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ جو شخص جھوٹے طور پر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا مدعی ہو۔ اس کی لمبی عمر نہیں ہوتی۔ وہ جلد ایسے جھوٹے دعوے کے بعد تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کے خلاف امرتسری نے قرآنی آیات کے حوالہ سے اپنا مذہب یوں بیان کیا۔ کہ

"آپ اس دعوی میں (کہ جھوٹے مدعیان نبوت و الہام کی بہت عمر نہیں ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ (جیسی کہ ثناء اللہ کو ملی۔ فاروق) سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًا (پ ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادو اثمًا (پ ۴ ع ۹) اور ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دعوی کی تکذیب کرتی ہیں اور سنو! بل متعنا ھؤلاء و اٰباءھم حتی طال علیھم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جنکے صاف یہی معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ جیسی کہ امرتسری نافرمان کو دی گئی۔ فاروق) تاکہ وہ اوس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔ (جیسا کہ امرتسری ابتک کر رہا ہے۔ فاروق) پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو جن کی حالت کا ان آیات میں ذکر ہے بڑی عمر ملنے سے انکار کیا ہے۔ ہاں تو ہمارا ایمان ہے کہ مکذبین آیات اللہ اور منکرین مامورین کو جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ مہلت ملتی اور لمبی عمر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمہارے شیخ دہلوی اور استاد گنگوہی اور تم کو ملی ہم نے تو جھوٹے مدعیان نبوت والہام کے بارے میں حسب منطوق آیات قرآنی لو تقول علینا بعض الاقاویل وکتاب استثناء وغیرہ بڑی عمر نہ ملنے کا اظہار کیا تھا۔ فاروق)

اس نوٹ کی تصدیق امرتسری نے دوسری جگہ اس طرح کی ہے۔

"میں اس کو صحیح جانتا ہوں۔ اور اس کو مرزا کے حق میں سمجھتا ہوں کیونکہ وہ صرف اس اصول کے توڑنے کو تھا کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی۔" (اہلحدیث ۲۱ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

اس نوٹ کو لکھ کر امرتسری نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعوی کا کہ جھوٹے مدعیان الہام کو بہت عمر نہیں ملتی صاف انکار کر کے یہ بتایا ہے کہ بروے آیات قرآنی تمہارے اس دعوی کی تردید ہوتی ہے جھوٹے نافرمان لوگوں کو تو بڑی عمر ملتی اور مہلت دی جاتی ہے لہذا ثناء اللہ کا مرزا صاحبؑ کی زندگی میں مرجانا اور مرزا صاحبؑ کا زندہ رہنا ثناء اللہ کے کاذب اور مرزا صاحبؑ کے صادق ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا اور اس کے لئے مسیلمہ کذاب کی نظیر بھی پیش کر کے مرزا صاحبؑ کے دعوی کی خدا کے قول و فعل سے تکذیب کر دی چنانچہ ایک اشتہار "کرشن قادیانی کی نرالی چال" لکھ کر اپنے قوت بازو و حکیم محمد الدین کے نام سے مطبع اہلحدیث میں چھاپ کر شائع کیا اور اوس میں لکھا۔ کہ

"یہ بات کرشن جی ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک ہوا کرتا ہے (بالکل جھوٹ اور سراسر دھوکہ ہے۔ اگر سچے ہو تو دکھاؤ کہاں مرزا صاحبؑ نے یہ لکھا ہے کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک ہوا کرتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کہو وہ ایوا آمین۔ فاروق) دیکھئے اس میں کرشن جی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیسا بیجا حملہ کیا ہے اس بھلے مانس کو معلوم نہیں۔ کہ آنحضرت کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت کے ساتھ گفتگو کرنیکو بھی آیا۔ اور دو بدو اوس نے گفتگو بھی کی تھی۔ (جیسی کہ ثناء اللہ نے قادیان میں آکر مسیح موعودؑ سے گفتگو کی تھی۔ فاروق) اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت کے سامنے پیش بھی کیا تھا مگر اوس کی زندگی میں آنحضرت فداہ روحی کا انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا۔ (جیسا کہ ثناء اللہ کی زندگی میں جری اللہ فداہ ابی وامی کا انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا فاروق) بتاؤ اب تمہارے خیال کے مطابق مسیلمہ کذاب جو آنحضرت کے بعد زندہ رہا سچا نبی ہوا۔ تو آنحضرت کیا ہوئے (ایسا ہی تم بتاؤ کہ اب تمہارے اصول مسلمہ کے مطابق جس کو تم نے نوٹ مندرجہ بالا میں قرآنی آیات سے بیان کیا ہے۔ کہ نافرمان کو لمبی عمر اور مہلت ملا کرتی ہے۔ ثناء اللہ جو جری اللہ کے بعد زندہ رہا مثل مسیلمہ کذاب ثابت ہوا یا نہیں؟ وہابیو" ایمان سے کہنا تمہارے گرو کے مسلمہ قاعدے کے مطابق تم کو امرتسری کے مسیلمہ کذاب ماننے میں کیا عذر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق) اس مسیلمہ والی مذکورہ بالا نظیر پر امرتسری نے خود بھی "مرقع قادیانی" اگست ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۹ پر تصدیقی دستخط کر کے لکھا ہے۔ کہ

"آنحضرت علیہ السلام باوجود سچا نبی ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔"

الٰہی فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا تھا۔ کہ جھوٹا مدعی نبوت و الہام جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کو تو امرتسری نے خلاف قرآن قرار دیدیا۔ اور قرآنی قانون یہ پیش کیا کہ جھوٹوں کو لمبی عمر اور مہلت ملا کرتی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحبؑ کا دعوی جھوٹے مدعیان نبوت والہام کے متعلق تھا۔ اور امرتسری کا قانون اُن مقربوں اور کافروں اور مفسدوں کے بارے میں ہے جو مکذبین و مکفرین انبیاء ہوتے ہیں۔ جنکا مثیل امرتسری مکذب ہے۔ امرتسری اپنی تفسیر ثنائی جلد پنجم کے صفحہ ۸۵ اور ۱۲۱۔ اور جلد اول کے صفحہ ۳۳ و جلد دوم کے صفحہ ۱۲۹ کو کھول کر دیکھ لے۔ کہ یہ آیات مکفرین و مکذبین انبیاء کے متعلق ہیں یا مدعیان نبوت کاذبہ کے بارے میں اب قابل غور امر یہ ہے۔ جبکہ مسیح موعودؑ کے پیش کردہ قانون کو امرتسری نے انکار کر کے اس کو خلاف قانون بتا دیا تو اس صورت میں اگر امرتسری مرجاتا۔ اور مرزا صاحبؑ زندہ رہتے۔ تو امرتسری کی ایسی موت دوسرے لوگوں پر کس طرح حجت ہو سکتی تھی۔ درانحالیکہ مکذب مذکور نے اپنے جواب دعوی کی دفعہ سوم میں یہ بھی لکھدیا تھا۔ کہ

"میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مرگیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ مولوی غلام دستگیر قصوری مولوی اسمٰعیل علیگڈھی اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن (بقول آپکے) اسی طرح مرگئے ہیں تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ بیشک اسی طرح اگر یہ واقعہ (میری موت کا) بھی ہو گیا تو کیا نتیجہ۔"

پھر موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اخبار وطن میں بڑی لجاجت سے مسیح موعودؑ کے استغاثہ بالا پر خامہ فرسائی کرتا ہوا التجا کرتا ہے کہ

"کوئی ایسی نشانی دکھاؤ۔ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مرگئے تو کیا دیکھیں گے۔ کیا ہدایت پائینگے۔" (وطن ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

معاملہ بالکل صاف ہے ایک طرف تو مستغیث کا یہ عقیدہ اور مذہب ہے۔ کہ جھوٹا مدعی نبوت جلد ہلاک ہو جاتا ہے جس کو مستغاث علیہ امرتسری خلاف قرآن کہتا ہے اور معارضہ میں قرآن کی آیات پیش کر کے الٰہی قانون یہ بتاتا ہے۔ کہ جھوٹے کو لمبی عمر اور مہلت دی جاتی ہے۔ مستغیث اس کے اس پیش کردہ قانون کی کوئی تردید نہیں کرتا۔ اس لئے کہ منکر نے جن آیات قرآنی کو پیش کیا ہے۔ وہ مکذبین انبیاء و رسل کے بارے میں ہیں۔ اور مستغاث علیہ بھی انہی میں سے ایک فرد ہے۔ جو خدا کے مامور و مرسل مسیح موعودؑ کی تکذیب کرتا ہے۔ لہٰذا وہ ان آیات کے ماتحت بیشک مہلت اور عمر پانیکا مستحق ہے۔ پس قانون پیش کردہ مرزا صاحبؑ تو صرف مرزا صاحبؑ کا ہی عقیدہ اور مسلمہ اصول رہا۔ اور امرتسری کا غیر مقبولہ اور جو اصول و قانون الٰہی مہلت دیئے جانیکا امرتسری مستغاث علیہ نے پیش کیا ہے۔ وہ مرزا صاحبؑ کے تردید نہ کرنے سے مسلمہ فریقین ہو گیا۔

یہ تو پہلا عذر ہے۔ جو مکذب امرتسری نے اپنے جواب دعوی میں پیش کیا ہے۔ ناظرین اس کو خوب یاد رکھیں۔

دوسرا عذر۔ امرتسری کا یہ ہے۔ کہ "دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی"۔ امرتسری اس جگہ مانتا ہے۔ کہ مرزا صاحبؑ کا یہ مضمون دعائیہ ہے۔ نہ کہ فیصلہ قطعیہ اگر فیصلہ ہوتا۔ تو ثناء اللہ کو اس کی منظوری یا نامنظوری میں کوئی دخل نہ تھا۔ اس لئے حضرت اقدسؑ نے اس مضمون کو ثناء اللہ کے پاس بھیج کر یہ لکھا۔ کہ ثناء اللہ جو چاہے۔ اس کے جواب میں لکھدے۔ پس یہ منظوری یا نامنظوری کے واسطے ہی ثناء اللہ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ یہ عذر اس کا بخوف جان ہے۔ نہ بردے ایمان

تیسرا عذر۔ یہ لکھا۔ کہ یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ طاعون سے مرنیوالا تو بروئے حدیث شریف شہید ہوتا ہے۔ سو اگر میں (ثناء اللہ) طاعون یا ہیضہ سے مرجاؤں تو لوگ مجھے کاذب نہیں کہیں گے۔ بلکہ شہید کا رتبہ دینگے اس عذر سے اس نے اس صورت فیصلہ کو بالکل مشتبہ کر دیا۔ تاکہ خدائی موت لوگوں پر حجت نہ ہو اور اس طرح امرتسری کی جان بچ جائے۔

چوتھا عذر۔ یہ کیا کہ اس طریق فیصلہ کو منہاج نبوت کے خلاف قرار دیکر لکھا کہ مرزائیو! بتلاؤ۔ "کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا۔" جس سے اور بھی یہ صورت فیصلہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے۔ لوگوں کے لئے ناقابل تسلیم بنا دی۔

انکار بلیغ۔ آخر کار اپنے جواب دعوی کا خاتمہ ان الفاظ میں کر کے کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔" قصہ ہی چکا دیا۔ اور اپنی آٹھویں گریز تکمیل کو پہنچا دی۔

فیصلہ کے دو طریق

اب مرزا صاحبؑ کا استغاثہ اور امرتسری مکذب کا جواب دونوں فیصلہ کے لئے اس عدالت کے سامنے ہیں جس سے مخفی در مخفی حالات اور دلی جذبات کسی مخلوق کے پوشیدہ نہیں۔ اس احکم الحاکمین نے فیصلہ یہ کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ مسیح موعودؑ کو تو وفات دی اور منکر امرتسری کو زندہ رکھا۔ جس سے

فیصلہ کے دو مختلف نتیجے

فریقین کی جانب سے ظاہر کئے گئے۔ فریق مستغیث نے تو مستغیث کی وفات اور مکذب کی حیات کو منکر کے مسلمات پر مستغیث کی صداقت کی دلیل قرار دیکر منکر پر اس طرح حجت تمام کی کہ او مکذب! سن۔ تو نے اپنے جواب دعوی میں یہ قانون الٰہی قرآن مجید سے پیش کیا تھا۔ کہ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو خدا کی طرف سے [illegible] ملا کرتی ہے۔ تاکہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس مہلت میں پیٹ بھر کر نجاست کھالیں اس قانونِ خدائی مسلمہ ثنائی کے ماتحت تجھ کو مہلت دی گئی ہے تاکہ تو ناخنوں تک مامور من اللہ کی مخالفت میں زور لگالے اور پھر دیکھلے۔ کہ تو نے اوس جری اللہ کا کیا بگاڑا۔ اور یہ مہلت دیئے جانیکا قانون الٰہی ہے۔ نہ ہی مکذبین اور مکفرین رسل کے حق میں۔ نہ کہ کاذب مدعیانِ وحی ونبوت کے بارے میں۔ پھر کیونکر تو اپنے پیش کردہ اصول سے جو قرآن سے بدلالۃ النص ثابت کرچکا ہے۔ انکار کرتا ہے اور تجھ پر یہ الزامی اور تحقیقی حجت ہے۔ تحقیقی اس لئے کہ خدا کا فرمانا ہے۔ جس کو تو نے مانا ہے۔ کہ من کان فی الضلالت فلیمدد لہ الرحمٰن مداً یعنے اپنی خیر وعافیت (زندگی) پر نازاں نہ ہو۔ خدا کی ہاں قاعدہ ہے۔ کہ جو کوئی گمراہی میں ہوتا ہے خدا بھی اس کو چند روز تک ڈھیل دیئے جاتا ہے۔

(تفسیر ثنائی جلد پنجم صفحہ ۸۵

اور الزامی اس لئے کہ تو نے خود اس قاعدے اور قانون کو مرزا صاحبؑ کے مقابلہ میں بطور معارضہ پیش کرکے تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ہرگز ان آیات کے ماتحت نہیں آسکتے کیونکہ وہ تو بقول تیرے مدعی نبوت کاذبہ ہیں۔ اور نبوت کاذبہ کا مدعی قتل کیا جاتا۔ جان سے مارا جاتا ہے جس کا تجھ کو بھی اقرار ہے۔ پڑھ اپنے مقدمہ تفسیر ثنائی کی دلیل چہارم جہاں تو نے بلا رد وانکار تسلیم کیا ہے کہ

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے۔ کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے دعوے نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو۔ تو ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔"

(مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۷)

پس حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابلہ میں ان آیات کو پیش کرنا جن میں مکذبین انبیاء کو مہلت دیئے جانا بیان ہوا ہے پیش کنندہ کی علمی پردہ دری اور قرآن سے ناواقفی وجہالت کی دلیل ہے۔ میں امرتسری سے پوچھتا ہوں؟۔ کہ مرزا صاحبؑ کی جماعت کا حق ہے یا نہیں کہ وہ مرزا صاحبؑ کو نبی ورسول مامور من اللہ مانتے اور یقین کرتے ہوئے اون کے منکر اور مکذب کو زندہ دیکھ کر اور اس بیحیائی کی زندگی پر اس کو فخر کرتے پاکر یہ قانون الٰہی ویمدھم فی طغیانھم یعمھون اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما جو منکر کا مسلمہ ہے۔ پیش کرکے اس پر اتمام حجت کریں کہ اس کے ماتحت تجھکو مہلت ملی ہے۔ جب کہ یہ قانون الٰہی ہے۔ اور پھر مسلمہ ثنائی تو کیوں عدو مبین امرتسری کے لئے تحقیقی اور الزامی طور پر حجت قائم نہیں ہوئی؟ سُن او مکذب! تو نے یہ درخواست اپنے جواب دعوٰی میں کی تھی یا نہیں۔ کہ "اگر میں مرگیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے"۔ اور بذریعہ اخبار وملن یہ التجا نہیں کی تھی کہ "کوئی ایسا نشان دکھاؤ جو ہم بھی دیکھیں مرگئے تو کیا دیکھیں گے"؟ اب تیری درخواست والتجا کے مطابق تجھکو زندہ رکھ کر تیرے اور تیرے ہم خیالوں پر تیرے مسلمات سے حجت پوری کرکے تجھکو مہلت دی گئی تو پھر ہائے واویلا کیسا؟ اور چیخ پکار کیوں؟ پس تجھکو اس لئے زندہ رکھا۔ کہ تجھ پر اتمام حجت ہوجائے۔ مرجاتا تو کس طرح اور لوگوں پر تیرا مرنا حجت ہوسکتا تھا۔ جبکہ تو نے وہ طریق فیصلہ ہی خلاف قرآن کہکر مشتبہ کردیا تھا؟ بتلا او مکذب! تو نے اپنے جواب دعوٰی میں یہ لکھا تھا یا نہیں کہ "تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بروے حدیث شریف ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر وہ کیوں مجھ طاعون زدہ کو کاذب جانینگے" اگر تو طاعون سے مرجاتا۔ تو جن لوگوں پر اتمام حجت کرنا تھا۔ وہ کس طرح تیری طاعونی موت کو تیرے کاذب ہونیکی دلیل مان لیتے۔ وہ تو تجھ کو شہید کہتے۔ اور اب تجھے زندہ دیکھ کر تیرے اقرار سے بروئے قرآن تجھ کو مفسد اور نافرمان دغاباز ماننے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ کیا تیرا مرجانا مرزا صاحبؑ کیلئے جس سے تو اپنی زبان وقلم سے دغاباز نافرمان ثابت ہوگیا؟ مفید ہوسکتا تھا۔ یا زندہ رہنا؟ بول او منکر! تو نے اپنے جواب دعوٰی میں یہ لکھا تھا یا نہیں کہ مسیلمہ کا زندہ رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکی زندگی میں وفات پاجانا ثابت کرتا ہے۔ کہ جھوٹا زندہ رہکر بھی کذاب ہی ہوتا ہے اور سچا وفات پاکر بھی صادق ہی کہلاتا ہے۔ پھر مرزا صاحبؑ کے وفات پاجانے اور تیرے زندہ رہنے سے تیری پیش کردہ نظیر کے مطابق تیرے مثیل مسیلمہ اور مرزا صاحبؑ کے بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے میں کوئی شک ہے؟ بول تو سہی۔ کہ اس نظیر کے مطابق کون مثیل محمدؐ ہے اور کون مثیل مسیلمۃ الکذاب! اگر تو مرجاتا۔ تو لوگ مرزا صاحبؑ کو کس سے تشبیہ دیتے اور تجھکو کس سے؟

سُن او مکذب! کیا تو نے اپنے جواب دعوٰی میں یہ نہیں لکھا تھا۔ کہ "تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کرسکتا ہے"۔ اب کس منہ سے بعد از جنگ تو اس تحریر کو منظور کرتا۔ اور جاہل ونادان بنکر اپنی مٹی خراب کرتا ہے۔ کیا آج اس تحریر کو منظور کرنا تیرے لئے دانائی ہے اور اس روز نادانی تھی؟

حقیقت الامر یہ ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بزدل امرتسری کا مباہلہ سے فرار پر فرار اور گریز پر گریز دیکھ دیکھ کر مجبوراً خود ہی دعا مباہلہ کرکے امرتسری کے پاس بھیج دی اور اس پر لکھا کہ "جو چاہے اس کے جواب میں لکھ دے۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے امرتسری کے لئے تین راہیں کھلی تھیں۔ یا تو اس پر اقراری دستخط کرتا یا انکار کرکے فرار کرتا۔ یا کوئی ترمیم پیش کرتا۔ اس نے انکار والی آسان راہ اختیار کی اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اگر وہ اس طریق فیصلہ کو منظور کرلیتا۔ تو مباہلہ ہوجاتا۔ اور یہ امر اس کو مسلّم ہے کہ مرزا صاحبؑ نے اس میں دعا مباہلہ کی تھی چنانچہ وہ مانتا ہے۔ کہ

"قادیانی کرشن نے ۱۵ اپریل کو میرے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا"

"مرزا صاحبؑ کا عام اصول ہے کہ جو دعا بطور مباہلہ کے کی جاوے اوس کا اثر ایک سال تک رہتا ہے" "کوئی دانا کہہ سکتا ہے۔ کہ مرزا جی کی دعائے مباہلہ کا اثر کچھ ظاہر ہوا؟"

(مرقع جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۸-۱۹)

جبکہ امرتسری کا حلفی اقرار اس دعا کے دعاء مباہلہ ہونے پر موجود ہے تو اب امرتسری کی زبان سے مباہلہ کی تعریف بھی سن لیجئے وہ کہتا ہے کہ

"مباہلہ کے اصل معنی چونکہ یہ ہیں کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کریں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ میں نے مرزا کے مقابلہ میں کوئی بد دعا نہیں کی اس لئے دراصل مباہلہ نہیں بد دعاء (یعنی دعاء مباہلہ) ہے"۔

(مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴)

یہ امر اب بالکل واضح ہوگیا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس مضمون میں دعاء مباہلہ کی تھی جو اُن کی طرف سے تھی اور وہ ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کا اشتہار تھا۔ اگر ثناء اللہ اس کو منظور کر لیتا۔ تو مباہلہ ہو جاتا اس نے صاف انکار کر دیا کہ یہ "تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں"۔

لہذا وہ مباہلہ نہ ہوا۔ اگر وہ منظور کر لیتا تو یقیناً حضرتؑ صاحب کی زندگی میں مرجاتا۔ جیسا کہ مسیح موعودؑ نے اعجاز احمدی صفحہ ۳۷ میں فرمایا ہے۔ کہ

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوا کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے تو مزور وہ پہلے مریگا"۔

مگر افسوس کہ امرتسری نے اس چیلنج پر مستعدی نہ دکھائی۔ اور کھلم کھلا انکار کر کے لکھدیا۔ کہ "مجھے تمہاری یہ تحریر منظور نہیں"۔ اس لئے وہ پہلے نہ مرا۔ کیونکہ مباہلہ نہ ہوا تھا۔ جبکہ یہ مباہلہ ہی نہ ہوا۔ تو ایسی حالت میں اس بد دعا سے امرتسری کا استدلال کرنا صریح شیطنت ہے۔ لیکن مسیح موعودؑ نے چونکہ بحضور احکم الحاکمین استغاثہ برائے فیصلہ پیش کر دیا تھا۔ اس لئے فیصلہ تو اس کا ضرور ہونا تھا۔ اور وہ اس طریق پر ہونا چاہیئے تھا۔ جس طریق کو فریق منکر و مکذب تسلیم کرے تاکہ اس پر حجت ہو سکے۔ اور اس نے زندہ رہ کر حجت پوری ہوتی دیکھنے کی درخواست کی تھی۔ اور مہلت ملنے کا قانون بتایا تھا وہی اسکے پیش آگیا۔ کہ خدا نے حسب استدعاء مستغیث کہ

مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما"۔

ایسا سچا فیصلہ کر دیا جس سے انکار کرنا بجز ایک پلید دل۔ سیاہ باطن۔ دنیا پرست۔ ہٹ دھرم ضدی ناخدا ترس کے دوسرے کا کام نہیں

کیوں او نجدیو! "کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو اصول خود مقرر کرتے ہو۔ جب مخالف ان سے کام لیتا ہے۔ تو ادھر ادھر جھانکتے ہو"۔ (مرقع)

او ثنائی پارٹی کے ممبرو! ہمارا حق ہے یا نہیں۔ کہ ہم امرتسری دجال کے مقررہ اصول سے ہی کام لیکر جو قرآن و حدیث سے اس نے اپنے لئے تجویز کئے تھے۔ اسکو ملزم کر کے بدرا بدر پہنچا کر چھوڑیں۔؟

یہ تو وہ نتیجہ ہے جو حقیقی اور بربناء واقعات صحیحہ فریق مستغیث یعنی جماعت احمدیہ بیان کرتی ہے۔ یہ تو الزامی ہی ہے نہ کھینچ تان سے بنایا گیا ہے قرآن شریف کے پیش کردہ حوالوں اور منکر امرتسری کے بیان کردہ اقراروں اور مسلمہ اصولوں کے عین مطابق ہے۔ جس سے امرتسری کا انکار بجوئے نیرزد کا مصداق ہے۔ اسکے خلاف مکذب امرتسری جو نتیجہ نکالتا ہے نہ اسکے مقدمات ہی مسلمہ خصم ہیں۔ نہ وہ الزامی ہے نہ تحقیقی محض جہالت۔ ضلالت۔ رذالت شرارت حماقت و سفاہت اور سیاہ جھوٹ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

امرتسری کی کذب بیانیاں

پہلا جھوٹ

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حسب پیشگوئی مندرجہ رسالہ "الوصیت" وصال ہوگیا۔ تو جھٹ سے "روسیاہ ابوالوفا" نے مرقع جون ۱۹۰۸ء کے ساتھ ایک ضمیمہ شائع کیا۔ جس کی سرخی "مُردا صاحبؑ قادیانی کا انتقال" لکھ کر جھوٹ کی نجاست پر منہ مارتے ہوئے لکھا۔ کہ

رسالہ مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء کا) تیار ہونے کے بعد خبر آئی۔ کہ ۲۶ مئی کو مرزا صاحب ہیضہ اور درد گردہ سے لاہور میں فوت ہو گئے ہیں (لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فاروق)

مفصل آئندہ مذکور ہوگا سر دست اتنا کافی ہے کہ مرزا صاحب نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ کہ جو شخص ہم دونو (مرزا اور خاکسار) میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے گا۔ چنانچہ مرزا صاحبؑ میری زندگی میں خود مر گئے۔ اور اپنے آپ کو جھوٹا اور مجھے سچا ظاہر کر گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

مرزا صاحبؑ کا گو انتقال ہوگیا ہے۔ تاہم "مرقع قادیانی" قادیانی مشن کے مقابلہ پر جاری رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"۔

خاکسار (ثناء اللہ) ایڈیٹر (مرقع)

یہ وہ سیاہ جھوٹ ہے۔ جو "روسیاہ ابوالوفا" نے دین و دیانت کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اُس تقویٰ کا جس کا عدالت میں حلفی بیان سے اظہار کیا تھا۔ ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ امرتسری نے بمقدمہ کرم الدین بمقام گورداسپور ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو یہ حلفی بیان دیا تھا۔ کہ اگر

(۱) "کسی جائز بدلہ لینے کی غرض سے دروغ۔ دھوکا۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق استعمال میں لائے تو وہ کذّاب نہیں ہوگا۔

اگر جھوٹ ایک دفعہ بولا ہے۔ اور ہزارہا میں پھیلایا گیا ہے۔ (جیسا کہ امرتسری نے مندرجہ بالا جھوٹ بولا ہے۔ کہ مرزا صاحبؑ نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ فاروق) تو وہ کذّاب نہیں ہوگا۔ (اچھا کاذب تو ہوگا۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق فاروق) کیونکہ ایک ہی فعل ہے اس میں شدت نہیں آئی"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۴) "زنا کرنیوالا ایک قسم کا متقی ہے قرآن کا کوئی حکم توڑنیوالا بھی متقی ہوسکتا ہے۔ دروغ گو میں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں (جیسے کہ ثناء اللہ میں کہ اہل قبلہ ہے نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے قرآن کو زبان سے مانتا ہے قیامت کا بھی اقراری ہے گو دروغگو ہے۔ مگر بوجہ ان اوصاف شرعیہ کے۔ فاروق) وہ ایک معنی میں متقی ہوسکتا ہے۔"

(نقل مصدقہ عدالت مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۱۹ء)

جس شخص کا یہ مذہب ہے۔ کہ قرآن کا حکم توڑنے والا زناکرنیوالا جھوٹ بولنے والا بھی ایک قسم کا متقی ہے۔ ایسا شخص دروغگوئی سے کیوں پرہیز کریگا۔ اس لئے امرتسری کاذب نے یہ سیاہ جھوٹ بولکر ہزارہا لوگوں میں پھیلا دیا کہ

"مرزا صاحبؑ نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی الخ"

حالانکہ حضرت صاحب نے کھولکر اپنے استفتاء میں یہ لکھ دیا تھا۔ کہ

"یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر۔ میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے"

اہلحدیث ۲۶ر اپریل صفحہ ۴

اور امرتسری نے بھی اس کی تصدیق کی ہے جیسا کہ اپنے جواب دعویٰ کے نمبر ۲ میں لکھتا ہے کہ

"اس مضمون کو بطور الہام کے شایع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناپر پیشگوئی نہیں"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل صفحہ ۵)

دیکھئے! کس قدر بیحیائی ہے۔ کہ باوجود صریح اقرار کے کہ یہ کوئی پیشگوئی نہیں۔ مکذب مذکور لکھتا ہے کہ مرزا نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائیگا" جس سے اپنے کاذب ہونیکا ثبوت دیتا ہے۔

امرتسری کا دوسرا جھوٹ

۱۲ر مئی ۱۹۰۸ء کو امرتسری نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کی سرخی ہے۔ "مرزا صاحبؑ قادیانی کا انتقال اور اس کا نتیجہ"۔ اس میں لکھتا ہے کہ۔

"آجتک مرزا صاحبؑ نے کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہ کیا تھا۔ مگر خدا کی شان جب آپ تعلّی کے کل مراتب طے کرچکے تو ان کی قلم سے ایسا مباہلہ شائع ہوا۔ جو اپنی صفائی کی وجہ سے کسی تاویل کو برداشت نہ کرسکے"

لیجئے! جسکو پہلے پیشگوئی کہتا تھا۔ اب اس کا نام مباہلہ رکھتا ہے تاکہ نتیجہ اس کے حق میں نکلے۔ اور لوگ یہ سمجھیں کہ مرزا صاحب نے ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ جس کے مطابق ان کی وفات ہوگئی کمال بے شرمی اور افترا ہے۔ کہ ایک طرف لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اس کو پیشگوئی بتاتا ہے؛ کہ نتیجہ اپنے حق میں نکالے۔

دوسری طرف ناظرین اہلحدیث کی آنکھوں میں مرچیں بھر کر اسکو مباہلہ کہتا ہے۔ اور نتیجہ اپنے حق میں نکالتا ہے۔ مگر جب تکمیل ڈال کر احمدی اس کو قابو کرتے ہیں۔ تو پیشگوئی مباہلہ سب بھولکر کہنے لگتا ہے۔ کہ۔

"مباہلہ کے اصل معنے چونکہ یہ ہیں کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بددعا کریں۔ میں نے مرزا کے مقابلہ میں کوئی بددعا نہیں کی اس لئے میں نے اسکے مباہلہ ہونے سے انکار کیا تھا (یہ) دراصل مباہلہ نہیں۔ بددعا ہے"

(مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۲)

امرتسری کا تیسرا جھوٹ

خدا کی شان کے قربان چونکہ ظالم کی اس درخواست کو کہ وہ زندہ رہ کر کوئی نشان دیکھے۔ خدا تعالیٰ نے منظور فرمالیا۔ اور اسکو مہلت دیدی تاکہ وہ اپنی روسیاہی اچھی طرح دیکھ کر خس کم جہاں پاک کا مصداق ہو۔ اوس سے ایسے ایسے امور لکھوادیئے جو اوس پر کامل طور پر حجت ہوسکیں۔ چنانچہ حواس باختہ ہوکر امرتسری مکذب لکھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی یہ دعا مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء

"خدا کی منشاء سے تھی اور خدا نے اُسکے قبول کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ مرزا تو اپنی (اس) دعا کو خدا کے منشاء سے کہتا ہے اور خدا اوس کے قبول کرنیکا وعدہ کرتا ہے"

مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۸

پھر لکھتا ہے کہ

"خدا نے مرزا کی (اس ۱۵ر اپریل والی) دُعاء کے قبول کرنیکا وعدہ کیا ہے پھر کیوں کہتے ہیں۔ کہ صرف دعاء ہی دعا تھی اس الہام (اجیب دعوت الداع۔ فاروق) کو ملا کر دیکھو۔ تو پیشگوئی تھی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا"

اہلحدیث ۱۲ر جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳

پھر لکھتا ہے کہ

"مرزا جی کا اپنا اقرار ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ ہمارا فیصلہ خدائی الہام سے ہے (حالانکہ حضرت صاحبؑ نے فیصلہ میں کھولکر لکھا ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ پھر دزدِ چراغ بکف دارندہ کی کذب بیانی ملاحظہ فرمایئے کہ کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ فاروق) اور خدا نے اس دعاء کے قبول کرنیکا وعدہ کیا ہے"

(مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء)

فیصلہ کا آسان طریق

ان پے در پے کذب بیانیوں کے بعد اس قضیہ کے فیصلہ کیلئے امرتسری نے اپنے ہاتھ کٹوا کر ہمارے سامنے نہایت آسان طریق جو بہت ہی اعلےٰ اور عام فہم ہے۔ یہ پیش کر دیا ہے۔ کہ

"اگر مرزا صاحبؑ نے ہمارے متعلق یہ الہامی دعاء شایع نہ کی ہوتی۔ تو ہم بھی ان کے مرنے سے ان کے کذب پر استدلال نہ کرتے بلکہ ان کی موت کو معمولی موت جانتے لیکن اس کا کیا علاج! کہ انہوں نے ایک ایسا اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کردیا۔ جو بحکم قضی الرجل علی نفسہ ان کے حق میں اقبالی ڈگری ثابت ہوا۔"

مرقع اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۴

لیجئے ناظرین! اب میدان بالکل ہمارے ہاتھ ہے امرتسری کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور سب ہتھیار ڈال دیئے ؎

بس ایک بات پہ ٹھیرا ہے فیصلہ اسکا

وہ کہتا ہے کہ اگر مرزا صاحب نے ہمارے متعلق یہ الہامی دعا شائع نہ کی ہوتی۔ تو ہم بھی ان کے مرنے سے ان کے کذب پر استدلال نہ کرتے۔" سو ہم بار بار اوپر حضرت صاحبؑ کے اصل مضمون اور امرتسری کی تصدیق سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہ دعا "کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہیں ہے۔" اور جس الہام کی بنا پر اسکو الہامی دعا بتا کر امرتسری دھوکہ دیتا ہے وہ الہام "اجیب دعوت الداع" ہے۔ جو اس دعا سے قبل کا ہے اس لئے اس الہام کا اس دعا سے جو بعد میں کی گئی۔ امرتسری کے اگلے اور پچھلے بھی ملکر کوشش کریں تو تعلق ثابت نہیں کر سکتے۔ پس امرتسری جھوٹا ہے اور

فیصلہ خدائی

امرتسری کے خلاف مرزا صاحبؑ کے حق میں ایسے طرز پر صادر ہوا ہے۔ جو مکذب کی تحریف سے بھی کسی تاویل کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر امرتسری اس مباہلہ سے فرار اور قرآن مجید کی آیات سے مکذبین اور مکفرین کو مہلت ملنے کا اقرار اور اس طریق فیصلہ سے اپنا انکار نہ شائع کرتا۔ تو ہم بھی اس کے مہلت پانے اور زندہ رہنے سے اس کے کذب پر استدلال نہ کرتے۔ بلکہ اس کی زندگی کو ایک معمولی زندگی جانتے لیکن اس کا کیا علاج۔ کہ اس نے عدالت کے سامنے ایک ایسا جواب دعویٰ پیش کر دیا۔ جو اس عدالت کا ہی مقرر کردہ قانون تھا۔ اور امرتسری کا مسلمہ اور مقبولہ اسلئے۔ بحکم قضی الرجل علی نفسہ ویوخذ المرء باقرارہ اس کے حق میں اقبالی ڈگری ثابت ہوا۔ الحمد للہ

اہل انصاف حضرات! یہ دو مختلف نتیجے دونو جانب سے خدائی فیصلہ کے بیان کئے گئے ہیں۔ احمدی جماعت کا پیش کردہ نتیجہ تو امرتسری کے اُن مسلمات کی بناء پر ہے۔ جن کو اس نے قرآن و حدیث سے بطور اصول و قانون الٰہی کے معارضہ میں پیش کیا۔ اور جب اس کے مطابق واقع ہوا تو یوں دیکھتا ہے کہ الذی یغشیٰ علیہ الموت۔ اور امرتسری جس نتیجہ کو پیش کرتا ہے۔ وہ نہ قرآنی اصول و قانون الٰہی کی بناء پر ہے۔ نہ فریق ثانی حضرت مرزا صاحبؑ اور اُن کی جماعت کے مسلمات پر۔ محض مصنوعی۔ بناوٹی مفتریانہ۔ معاندانہ اور کھیانہ پن ہے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پر ثنائی مکائد اور مفاسد کا بخیہ اُدھیڑ کر ایسا دکھلا سکتا ہوں۔ کہ امرتسری کو اس کے جواب کی مجال نہ ہو۔ اور اب خود زمانہ دیکھ لیگا کہ مکذب مذکور اس مضمون پر قلم اُٹھا کر ہمارے دلائل کو بلا تحریف و تبدیل ہمارے ہی الفاظ میں نقل کر کے جواب دیتا ہے یا نہیں؟

مباہلہ لدھیانہ

خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ کہ امرتسری مکذب کی ذلت اور اس کے نابالغ ثالث کی ناقابلیت کے ثبوت کو زندہ رکھنے کے لئے لدھیانہ کا مباہلہ تحریری ہوا تھا۔ اگر وہ مطبوعہ نہ ہوتا۔ تو شائد میرے لئے کچھ رنج و افسوس کا باعث ہو سکتا۔ اب مجھے اس پر خوشی ہے۔ کیونکہ واقعات اور دلائل فریقین کے محفوظ ہیں۔ جن سے ہر شخص نتیجہ نکال کر حق و ناحق کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سلیم الفطرت اور صحیح الحواس ہو۔ نہ کہ حیوان بشکل انسان۔ امرتسری نے کبھی جرأت نہیں کی۔ کہ دلائل پر گفتگو کرے جب مباہلہ لدھیانہ کا ذکر کیا۔ تو صرف کفار مکہ کی طرح تین سو روپیہ مار لینے کا ہی ذکر کیا اور یہ تین سو روپیہ اس کا لے لینا بعینہٖ ایسا تھا۔ جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کفار مکہ نے روم والی پیشگوئی مندرجہ قرآن مجید کے بارے میں اونٹ لے لئے گئے تھے۔ جنکا ذکر ترمذی کی حدیث میں موجود ہے۔

امرتسری کی اس حقیقی ذلت پر میں سلسلہ عالیہ کے سیاہ دشمن اور راشد مخالف کٹر آریہ ایڈیٹر "مسافر" آگرہ پنڈت بھوجدت کی شہادت نقل کرتا ہوں۔ وہ اپنے پرچہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۱۲ء میں لکھتا ہے کہ

"ہم کسی گذشتہ پرچہ میں لدھیانہ کے اُوس مباحثہ کا حال لکھ چکے ہیں۔ جو احمدیوں اور محمدیوں کے مابین تین سو روپیہ کی شرط لگا کر ہوا تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے میر قاسم علی سے تین سو روپیہ جیت لئے ہیں۔ لیکن مباحثہ اور پریذیڈنٹوں کے فیصلے ہمعصر۔ الحق میں چھپے ہیں ان کے مطالعہ کے بعد ہم اس جیت پر مولوی ثناء اللہ کو کسی قسم کی مبارکباد نہیں دے سکتے۔ اور نہ اس مباحثہ کا ہی کوئی برا اثر احمدی فرقہ یا مرزا صاحبؑ کی پوزیشن پر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ پریذیڈنٹ نے اپنے فیصلہ میں صاف لکھ دیا ہے۔ کہ مذہب اسلام سے قطعی ناواقف اور اس معصوم بچے کی حیثیت میں ہوں جسے دو شخصوں میں سے ایک کے سر کو ہاتھ لگا دینے کے لئے مقرر کیا جائے اور جس کے سر کو وہ ہاتھ لگا دیوے اس ہی کی جیت سمجھی جائے۔ پس ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اس فیصلہ پر نازاں ہو تو اسکی خوشی فہمی ہے۔"

امرتسری اور اسکے ہمنواؤ! دیکھ لو تمہاری مصنوعی فتح کی یہ حقیقت ہے۔ کیا اب بھی تم اس حقیقی شکست کو فتح کہو گے۔ اب تو دشمن بھی بول اٹھے۔ کہ ثناء اللہ کسی قسم کی مبارک باد کا مستحق نہیں۔ سنو! ؎

اگر اب بھی نہ مانو گے خدا منوائیگا آخر
خدا اس اپنے بندہ کی مدد فرمائیگا آخر
نہیں گر باز آتے تم خلاف حق سے اے لوگو
تمہارا جو مقدر ہے وہ تم پر آئیگا آخر
اگر اب بھی صداقت کا نہیں اقرار تم کرتے
تو سن رکھو ہر اک تم میں پکڑا جائیگا آخر
نہ ملاں کام آئیگا نہ کوئی مولوی فاضل
سزا اپنے کئے کی تم میں ہر اک پائیگا آخر
بھلا کیا بے نتیجہ تھا یہ میرا تین سو دینا
یہ ہے زہر ہلاہل جو نتیجہ لائیگا آخر
جھکیں گی گردنیں جس سے سلیم الطبع لوگوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں مانیگا جو پھر بھی وہی پچھتائیگا آخر
یہ جو کچھ ہو چکا ہے آجتک بنیاد ہے اُسکی
کہ جو قدرت نمائی کا نشاں اب آئیگا آخر
خدا کے فضل سے قاسم علی میدان ماریگا
خدا کے قہر سے کانپیگا دشمن اور ہاریگا

مفتوح کے مکتوب کا
فاتح کی طرف سے جواب

"منشی قاسم علی صاحب قادیانی" کے نام خاکسار ایڈیٹر فاروق فاتح مستریان کے ایک مفتوح "مخلص ناچیز عبدالکریم مستری" کا مکتوب بغرض جواب "مباہلہ" کے مسرودہ نمبر میں صفحہ ۷ پر شایع ہوا ہے۔ جس میں "ناچیز عبدالکریم" نے "منشی قاسم علی صاحب قادیانی" سے دریافت کیا ہے۔ کہ کیا

"کبھی آپ نے کسی تبلیغی دورہ میں کسی سے یہ الفاظ اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے تھے۔ کہ قادیان کے اندرونی حالات ایسے ہیں کہ اگر میں انکو بیان کردوں تو یقیناً بہت سے لوگ احمدیت یا خلافت سے مرتد ہو جائیں"

پھر صفحہ ۱۲ پر "منشی قاسم علی" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھ کر دھمکی دی ہے کہ

ہمارا ارادہ تھا کہ ہمیں جو کچھ اس مرید (شدید) کے متعلق علم ہے۔ اس کو درج اخبار کردیں مگر بعض احباب نے (ناچیز مخلص عبدالکریم مستری" کے حال پر رحم کرکے۔ فاروق) مشورہ دیا ہے۔ کہ حالات کے انکشاف سے پیشتر ایک مکتوب مفتوح کے ذریعہ (فاتح سے) جواب طلب کیا جائے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ اسکے جواب میں راستی کو اختیار کہہ دیں۔ کہ اُس وقت ان کے خیالات واقعی ایسے تھے اور ہمیں زیادہ تفصیلات میں پڑنے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے اس غرض سے امروزہ پرچہ میں مکتوب مفتوح" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا گیا اس کا جواب ملنے پر مزید حالات درج اخبار کئے جائینگے۔ قارئین کرام انتظار فرمائیں" (صفحہ ۱۲)

ہم نے مفتوح کا مکتوب "منشی قاسم علی صاحب قادیانی" کو دکھا کر جواب پوچھا۔ تو "منشی قاسم علی صاحب قادیانی" نے فرمایا۔ کہ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا تھا کہ "مستری فضل کریم" مفتوح کے باپ نے مجھ سے رسوائے عالم پسر "زاہد" کے متعلق بہت سے ناگفتہ بہ حالات بیان کرکے کہا تھا۔ کہ "زاہد" کہتا ہے کہ مجھے قادیان کے اندرونی حالات ایسے معلوم ہیں۔ کہ اگر میں بیان کروں تو میرا باپ اور بھائی احمدیت اور خلافت سے مرتد ہو جائینگے" آپ یعنے "منشی قاسم علی صاحب قادیانی" اس کو سمجھائیں۔ اور میری بھی اطمینان کریں۔ کہ میں اس ناخلف فرزند کو کیا کہوں؟ تب میں یعنی "منشی قاسم علی صاحب قادیانی" نے ایسے ناقابل تردید دلائل سے مستری مذکور کو سمجھایا تھا اور وہ اس وقت بالکل مطمئن ہو۔ اپنے نالائق فرزند کی آوارگی اور حماقت پر افسوس کرتا ہوا چلا گیا تھا۔ جس کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ پسر مذکور نے باپ اور بھائی دونوں کو مرتد کرکے چھوڑا۔ اس سے علاوہ "منشی قاسم علی صاحب قادیانی" فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی واقعہ یاد نہیں ہے

اگر میرے "ناچیز مخلص عبدالکریم" کو معلوم ہے تو وہ مزور ظاہر کرے۔ کہ کس تبلیغی دورہ میں میں نے کسی عبدالکریم جیسے ناچیز مخلص سے ایسا بیان کیا تھا۔ لیکن اتنا ضرور خیال رہے کہ وہ "علی قاسم اور خلیفہ والے مکالمہ کو سننے والا "منافق جاسوس" نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا "ناچیز مخلص عبدالکریم" اس شخص کا نام بیدھڑک ظاہر کرے

شایع کئے ہیں تاکہ دنیا کو پتہ لگ جائے کہ ان حامیان دین مستریوں نے یہ مکتوب عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کے لئے نہیں شایع کئے۔ بلکہ واقعی ان مکتوبات کو لکھنے والا خلافت سے منکر اور مستریوں کا حمائتی ہے لیکن ہم کھولکر کہے دیتے ہیں۔ کہ ہمارے "ناچیز مخلص" ہرگز ہرگز ان مکتوبات کے لکھنے والے کا نام نہیں بتائینگے۔ کیونکہ نام کے ظاہر کرتے ہی ان کے سارے منصوبے خاک میں مل جائینگے

(جواب کا منتظر فاتح مستریان مشین سیویاں)

مکتوب فاتح
بنام مستری فضل کریم جالندھری

مستری عبدالکریم اور زاہد موٹر ڈرائیور کا باپ مسمی فضل کریم مستری اگر بقید حیات ہے اور اپنے فرزندان گرامی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرچکا۔ تو وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر حلف موکد بعذاب سے بیان کرے کہ اسکے ہادی راہ نما بیٹے جو کچھ اپنی خاک اڑا رہے ہیں یہ اس کے علم اور منشاء سے اڑا رہے ہیں اور وہ ان سب باتوں پر علی وجہ البصیرت یقین رکھتا ہے اور کیا وہ اخبار "مباہلہ" کے نوخیز ایڈیٹر کو واقعی صادق۔ راستباز مومن۔ مخلص۔ نیکوکار۔ اعمال صالح بجالانیوالا۔ اور اسلام کا سچا حامی اور احمدیت کے جال سے لوگوں کو خدا اور رسول کی خوشنودی کیخاطر بچاکر اظہار صداقت کرکے خدا کے دین کا بول بالا کرنیوالا مانتا ہے یا اس کو مشہور بداعمال۔ بدچلن رسوائے عالم۔ نااہل گستاخ اور آوارہ لونڈہ سمجھتا ہے۔ جسکو نہ ایمان سے واسطہ نہ اسلام سے تعلق نہ خدا رسول سے غرض جسکی کوئی بات بھی لحبقہ شرفا میں سنی جانیکی قابل نہیں پس مستری فضل کریم مندرجہ ذیل حلف سے بیان کرے کہ

"میں خدا تعالیٰ عالم الغیب کی قسم کھاکر بیان کرتا ہوں کہ میرا بیٹا زاہد جو کچھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور سلسلہ احمدیہ اور مرکز احمدیت کے متعلق کہتا اور لکھتا اور بیان کرتا ہے وہ سب سچ ہے۔ جس میں کسی طرح کا بھی مجھے شبہ نہیں پس اے خدا قادر توانا اگر میں اس بیان میں جھوٹ کہتا ہوں تو ایکسال کے اندر میرے دونو بیٹے عبدالکریم اور زاہد میرے سامنے مرجائیں اور میں